نعت گوئی میں ریاض حسین چودھری کے کلام کا ادبی جائزہ

ڈاکٹر نعیم انورالازہری، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی وعلومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر شاہدہ تسنیم مغل، اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز، لاہور

Abstract

In Urdu literature Naa't had been a keen source of true relation and love with the Holy Prophet (S.A.W). Many great poets had written and recited Naa't both in Arabic and Persian in the love of the Holy Prophet. One of these most popular and legendary contemporary bets is Riaz Hussain Chaudhry. Almost 13 of his Naa't collections had been published yet. Here, in this article an analysis has been done of different aspects of his art and skill of Naa't writing. Besides, what status contemporary poets award him is also analysized in this article.

نعت اُردو زبان میں وہ صنف ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی مدح وتوصیف کے باب میں بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہے۔نعت کیا ہے ہر کسی نے اپنے تئیں نعت کا معنی بیان کیا ہے۔کوئی نعت کو وصف مطلق سے تعبیر کرتا ہے۔[۱] اور کوئی نعت کو وصف مبالغہ کے عنوان سے بیان کرتا ہے، کسی نے حسین وجمیل ذات کے لیے لفظ نعت کا استعمال کیا ہے اور کسی نے خوبیوں کے تذکرے کو نعت کہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے لم ارقبله و لا بعده مثله۔[۲] میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کسی کو حسین نہیں دیکھا۔سنن دارمی میں ایک باب ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے۔تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التوراۃ۔[۳]

ابن اثیر نعت کی تعریف اور اہمیت کے حوالے سے اپنی کتاب کا عنوان یہ قائم کرتے ہیں فی صفتہ ﷺ بقول ناعتہ لم ارقبله و لا بعده مثله [۴] آپ کی نعت کہنے والا آپ کے حسن و جمال اور اوصاف وکمالات کے باب میں یوں کہتا ہے کہ آپ جیسا میں نے پہلے کوئی پیکر حسن دیکھا ہے اور نہ بعد میں آج تک دیکھا ہے، عربی زبان میں لفظ نعت مطلق وصف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔شیخ محمد طاہر نے مجمع بحار الانوار میں لفظ نعت کو وصف مطلق کے معنی میں استعمال کیا ہے۔[۵]

ڈاکٹر ریاض مجید عربی زبان میں لفظ نعت کے استعمال کے حوالے سے ایک بڑی عجیب بات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''عربی زبان اپنی ساری وسعتوں کے باوجود لفظ نعت کو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف وکمالات کے

ساتھ مختص نہ کرسکی اگرچہ لفظ نعت اپنے مترادف الفاظ مدح، مدیح سے بھی زیادہ بلیغ اور وقیع تھا۔ عربی زبان کے برعکس اُردو اور فارسی زبان کو دیکھا جائے تو ان دونوں زبانوں نے عربی زبان سے پہلے نعت کے لفظ کو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے باب میں اصطلاحی طور پر اختیار کیا ہے۔"۶

اُردو زبان میں لفظ نعت جہاں مطلق وصف کے لیے آیا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی ستائش و ثناء کے لیے بھی کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی مدح و توصیف کے لیے ہی مختص ہے۔۷ لفظ نعت کے وصف مطلق میں استعمال کے حوالے خلیل الرحمٰن داؤدی کی رائے یہ ہے کہ اس لفظ کا وصف مطلق میں استعمال اب قریب قریب ناپید ہے۔ اس لیے کہ اُردو شعر و ادب میں یہ لفظ نعت اب صرف اور صرف وصف رسول کے لیے مختص ہو گیا ہے کسی اور معنی و مفہوم میں اس کا استعمال دیکھنے کو نہیں آیا۔۸

اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عربی اور فارسی سے اُردو شعر و ادب کے آغاز تک یہ لفظ وصف مطلق کی عمومیت سے نکل کر آنحضرت ﷺ کی تعریف و مدح کے لیے مخصوص ہو چکا تھا اور لفظ محض کی بجائے ایک مخصوص ادبی و شعری اصطلاح کے طور پر رواج پا چکا تھا۔ یہی وجہ ہے اُردو کی بعض جدید لغات میں اس لفظ کا اصطلاحی معنی یہی درج ہے اور اس کا تعمیمی پہلو وصف مطلق غائب ہے۔ مثلاً اُردو لغت میں نعت کا اصطلاحی مفہوم یوں لکھا ہے وہ نظم جو رسول اکرم ﷺ کی شان میں کہی جائے۔۹

اس تصور کی تائید ہمیں ریاض مجید اور فضل حق کے ہاں بھی ملتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اُردو زبان و لغت اور شعر و ادب میں نعت کا معنی و مفہوم سرکار دو عالم، رحمۃ للعالمین کی تعریف و توصیف اور مدح و توصیف کے لیے مختص ہے۔۱۰ یہ نعت کا لفظ عربی سے فارسی اور فارسی سے اُردو تک آتے آتے اپنے اصطلاحی مفہوم میں رسول اللہ ﷺ کی مدح و ثناء کے لیے مختص ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر یونس حسنی لکھتے ہیں ایسی تمام نظمیں جن میں رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا اُن کے محاسن بیان کیے جائیں وہ سب نعت کی تعریف میں آتی ہیں۔۱۱

نعت میں اوصاف رسول ﷺ کے حوالے سے اگرچہ نظم اور نثر کے تناظر میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ "اس حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری بیان کرتے ہیں کہ اُصولی طور پر آنحضرت ﷺ کی مدح سے متعلق نثر و نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا۔ لیکن اُردو اور فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔"۱۲

ممتاز حسن نے نعت کی بڑی جامع تعریف کی ہے اور کہتے ہیں "کہ میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے قریب لائے جس میں حضور اکرم ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں وہ نعت ہے جس میں محض پیکر نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دلی وابستگی پائی جائے جس میں جناب رسالت مآب سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو وہ مدح ہو یا خطاب، وہ شعر نظم ہو یا غزل قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث،

مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار و مدار اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالت کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لیے ہے اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔۱۳؎ مزید برآں کہتے ہیں ہر وہ شے نعت ہے جس کا تاثر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے قریب لائے''۔

ابو اللیث صدیقی بیان کرتے ہیں کہ نعت کے موضوع سے عہدہ برآ ہونا آسان کام نہیں۔ نعت کے موضوع کا احترام، کلام کی بے کیفی و بے رونقی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ نقاد کو نعت گو سے باز پرس میں تامل ہوتا ہے۔ دوسری طرف نعت گو کو بھی اپنی فنی کمزوری چھپانے کے لیے نعت کا سہارا باآسانی مل جاتا ہے۔ شاعر ہر ہر مرحلے میں اپنے معتقدات کی آڑ پکڑتا ہے اور یوں نقاد وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ نعت گوئی کی فضا جتنی وسیع ہے اتنی ہی اس میں پرواز مشکل ہے۔۱۴؎

اسی مضمون کو ڈاکٹر فرمان فتح پوری یوں بیان کرتے ہیں کہ نعت کا موضوع ہماری زندگی کا ایک نہایت عظیم اور وسیع موضوع ہے۔ اس کی عظمت اور وسعت کی حدیں ایک طرف عبد سے اور دوسری طرف معبود سے ملتی ہیں، شاعر کے پائے فکر میں ذرا سی لغزش ہوئی تو وہ نعت کی بجائے حمد و منقبت کی سرحدوں میں چلا جائے گا۔ اس لیے اس موضوع کو ہاتھ لگانا اتنا آسان نہیں جتنا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ دراصل حقیقی نعت کا راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔۱۵؎

ریاض حسین چودھری عصر حاضر میں نعت گوئی کے حوالے سے ایک بڑا معروف اور معتبر نام ہے۔ یہ ۸ نومبر ۱۹۴۱ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، علمی و ادبی شوق سنِ شعور سے تھا۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں مرے کالج سیالکوٹ میں میگزین کی ادارت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے، انہوں نے اپنی قلم کو شعر و ادب کے باب میں نعت گوئی اور نعت نویسی کے لیے وقف رکھا۔ اپنی ساری زیست کا عنوان نعت اور فروغ نعت کو بنائے رکھا۔ یہ اپنی زندگی کے مہ و سال کی ۷۶ بہاریں دیکھنے کے بعد ۶/ اگست ۲۰۱۷ء انتقال کر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی وفات سے قبل خود اس شعر کو اپنا آخری شعر کہا ہے:

میں اکثر سوچتا ہوں اے کونین کے مالک تیری جنت مدینے سے کہاں تک مختلف ہوگی

نعت گوئی کی دنیا میں اپنے کلام کی طباعت کے اعتبار سے ریاض حسین چودھری ۱۹۹۵ء میں ظاہر ہوتے ہیں، ادبی حلقوں میں ان کا پہلا مجموعہ نعت، زر معتبر کے نام سے منصۂ شہود پر آتا ہے، ریاض حسین چودھری اپنے پہلے مجموعہ نعت کی اشاعت سے بہت پہلے ہی نعت گوئی کے میدان میں ایک معتبر حوالہ بن چکے تھے۔ اسی لیے حفیظ تائب کہتے ہیں کہ ریاض حسین چودھری کو مجموعہ زر معتبر نے جدید اُردو نعت میں ایک معتبر حوالہ بنا دیا ہے۔۱۶؎

ان کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ''رزق ثناء'' جون ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ اور ان کا تیسرا نعتیہ مجموعہ ''متاع قلم'' کے عنوان سے اشاعت پذیر ہوا ہے اور چوتھا نعتیہ مجموعہ ''تمنائے حضوری'' ہے۔ ان کا پانچواں نعتیہ مجموعہ ''طلوع فجر''

اور چھٹا نعتیہ مجموعہ ''سلام علیک'' اکتوبر۲۰۰۴ء میں اشاعت پذیری کے مرحلے سے گذرا ہے۔اسی طرح بقیہ ان کے مجموعہائے نعت بالترتیب کشکول آرزو ہے۔آبروئے ما، دبستانِ نور، تحدیث نعمت، زمزم عشق، لامحدود اور کائنات محو درود ہے۔کل تیرہ مجموعہائے نعت طبع ہو چکے ہیں جبکہ کائنات محو درود ہے زیر طبع۔۱۷اسی طرح ان کے متعدد مجموعہائے غزل ہیں جن میں سے ایک ''غبار جاں میں آفتاب'' ہے اور دوسرا مجموعہ غزل ''سرصلیب بدن'' ہے اور تیسرا ''خونِ رگ جاں''، ملی نظموں پر مشتمل ہے۔۱۸

ریاض حسین چودھری کے ہاں نعت گوئی کے مقاصد کے حوالے سے بڑی واضحیت میسر آتی ہے۔''اس حوالے سے حفیظ تائب رقمطراز ہیں: ریاض حسین چودھری نے اپنی ذات اور اپنے عہد کی شناخت کو اپنا نظریہ نعت قرار دیا ہے اور نعت کے مقاصد کے حوالے سے نعت گو کا منصب ذہنوں کی تطہیر کرنا ہے اور مسلمانان عالم کو اتحاد کی بنیاد فراہم کرنا ہے اور دہر میں اسم محمدﷺ سے اُجالا کرنے کی شعوری کوشش کرنا ہے اور ملی تشخص کو اُجاگر کرنے کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔''۱۹ریاض حسین چودھری نے جس قدر نعتیہ کلام لکھا ہے اُن کے اسلوبِ نعت میں ایک جدت اور تنوع نظر آتا ہے۔اس لیے وہ کہتے ہیں:

جدید نعت کو رنگِ سخن نیا دوں گا   کہ شہرِ لفظ میں پاؤ گے ذائقوں کا ہجوم۲۰

اس حقیقت کو ایک اور مقام پر یوں بیان کرتے ہیں:

لکھنے لگا ہوں نعت رسالت مآب کی   میرے قلم کو چومتے لفظو ادب ادب ۲۱

حفیظ تائب کے بقول ریاض حسین چودھری کی نعت نگاری عالم اسلام کے اتحاد اور دہر میں اسم سے محمدﷺ سے اُجالا کرنے اور ملی تشخص کو اُبھارنے کا نام ہے اور ان کے کلام کے یہ اشعار اسی حقیقت کو اُجاگر کرتے ہیں:

ریاض اپنے وطن کی خاک کے آنسو بھی لایا ہے   رسول محتشم کیجئے کرم اپنی عطاؤں کے ۲۲

حضور آپ کی اُمت کا نوحہ گر ہے ریاض   کلام اس کا ہے سینے میں برچھیوں کی طرح ۲۳

اپنی محبت اور عقیدت کو انتہائی تقدیس اور تکریم دیتے ہوئے اور بارگاہِ رسالتمآب کے لیے آدابِ تخاطب کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ہر احترام وقف پیمبر کیا کرو   اسم نبی بڑے ہی ادب سے لیا کرو۲۴

ریاض حسین چودھری کے اشعار کا موضوع دلکش، خیال بلند اور اسلوب جاذبِ نظر ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری بیان کرتے ہیں:

> ''کہ ریاض کے موضوع، خیال اور اسلوب سب کے سب دلکش اور روح پرور ہیں۔خاص کر ان کے نعتیہ منظومات قلب و روح کے ساتھ ذہن کو بھی خوشگوار حیرت سے ہمکنار کرتی ہیں۔اللہ ربّ العزت نے انہیں موضوع نعت کو سماجی و سیاسی اور تاریخی و تمدنی حالات سے منسلک کر کے قومی و بین الاقوامی تناظر میں دیکھنے اور دکھانے کا غیر معمولی ملکہ عطا فرمایا ہے۔اس نعمت وہبی پر میں ان

کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''۲۵

مذکورہ بالا عبارت کا عملی مظہر ان کے اس کلام میں بطور نمونہ نظر آتا ہے:

لکھتا ہوں لوح دل پہ ثنائے رسول جب — بو سے قلم کے لیتی ہے خوشبو بھری ہوا
جب اذن حاضری کا ملا تھا مجھے ریاض — اشکوں سے تر مواجھہ اقدس کی تھی ہوا

احمد ندیم قاسمی ریاض حسین چودھری کی نعت نگاری کو حفیظ تائب، حافظ لدھیانوی کی نعت نویسی کے باب میں شمار کرتے ہیں۔نعت رسول سے ان کی وارفتگی اور خود سپردگی کو محسوس کرتے ہیں اور اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

''گذشتہ ربع صدی میں ہمارے ہاں نعت نگاری نے بہت فروغ پایا ہے۔جن شعراء نے اس صنف سخن میں ہمیشہ زندہ رہنے والے اضافے کیے ہیں ان میں ریاض حسین چودھری کا نام بوجوہ روشن ہے۔اس دور کے سب سے بڑے نعت نگار حفیظ تائب نیز ایک اور اہم نعت نگار حافظ لدھیانوی کی طرح ریاض حسین چودھری نے بھی شعروشاعری کا آغاز غزل سے کیا اور جب وہ نعت کہنا اور لکھنا شروع کرتے ہیں تو ان پر وارفتگی اور خود سپردگی کی ایسی کیفیت چھا جاتی ہے جسے وہ ہر ممکن حد تک جاری رکھنا چاہتے ہیں۔یہ کیفیت حضورﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ انتہائی محبت اور انتہائی عقیدت کی غماز ہے اور اس حقیقت پر شاید ہی کسی کو شبہ ہو کہ ریاض حسین چودھری اس دور کا ایک بھرپور نعت نگار ہے۔''۲۶

ریاض حسین چودھری کی رسول اللہﷺ کی ذات کے ساتھ عقیدت و محبت اُن کے کلام میں ایک سمندر کی طرح موجزن دکھائی دیتی ہے۔اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

مدحت نگار میں بھی ہوں خیر الانام کا — میں نے کیا ہے کام یہی ایک کام کا
نعتِ حضورﷺ سُنت پروردگار ہے — لیکن جواب کیا ہو خُدا کے کلام کا
اس در کی حاضری کی تمنا کیا کرو — جو مرکز نجات ہے ہر خاص و عام کا ۲۷

ریاض مجید، نعت نگاری میں ریاض حسین چودھری کے اسلوب کو خالص شعری اور تخلیقی قرار دیتے ہیں۔کلام میں ان کے جذبات کے بہاؤ اور روانی سے متاثر دکھائی دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں:

''بحیثیت مجموعی ریاض حسین چودھری کی نعت حضور نبی اکرمﷺ سے اپنی ارادت مندی کے سبب ایک خاص تاثیر کی حامل ہے۔اس تاثیر کا سبب ان کی وہ تخلیقی صلاحیتیں ہیں جو انہوں نے نعت گوئی کے لیے وقف کر رکھی ہیں، ان کی نعت گوئی کا رجحان اور اسلوب رسمی عقیدت نگاری کی بجائے خالص شعری اور تخلیقی انداز کا حامل ہے۔اس کی وجہ فن شاعری سے ان کی دیرینہ اور مستحکم وابستگی ہے۔جذبات کا بہاؤ اور روانی ان کی نعت گوئی کا خاص وصف ہے۔جس کی وجہ سے ان کے کلام میں اخلاص اور تاثیر کے اوصاف نمایاں ہیں۔''۲۸

نعت گوئی اور نعت نگاری کے لیے ریاض حسین چودھری نے اپنی صلاحیتوں کو یقیناً وقف کیا ہے اس کی لازمی شہادت خود ان کا کلام ہے:

اوقات مری کیا ہے کیا نام و نسب میرا — اس در کا منگتا ہوں کیا کم یہ حوالہ ہے
عطائے خاصِ خداوند ہے وگرنہ ریاض — شعور نعت بھلا کب کسی کے بس میں ہے۲۹

حفیظ تائب نے ریاض حسین چودھری کے کلام کی علوت اور فن شعر و ادب میں اس کی منزلت کا کھلم کھلا اظہار یوں کیا ہے:

''ان کی مترنم بحریں، حسن گویائی بخشتے ہوئے مصرعے، رعنائی تغزل لٹاتے ہوئے اشعار، حسین تر قوافی، طویل اور مختصر بحروں کا انتخاب، کہیں ایجاز و اختصار، کہیں بلاغت کی جہاں افروزیاں، مضمون آفرینی کی رفعتیں، سمندر کو کوزے میں سمیٹے ہوئے مضامین، ندرتِ خیال، جدتِ زبان و بیان غرضیکہ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ان کی غزل گوئی نے گلستان نعت کی نکہتوں کا لبادہ اوڑھ کر دامانِ توصیف رسول ﷺ کو زرنگار بنانے کے لیے شب و روز کی تمام تجلیات فکر نذر کر دی ہیں۔''۳۰

ریاض حسین چودھری کا یہ کلام اپنے دامن میں ان ہی خوبیوں کو بسائے ہوئے ہیں:

چار جانب چلا آئے گا ابر رحمت — اُن کی دہلیز پہ اب دستِ دُعا رکھا ہے
لفظ جتنے ہوں غلامی کا عمامہ باندھیں — دے خُدا ایسا ہنر رزق ثناء سے پہلے
اہل طائف کی شقاوت وہ پیمبر کی دُعا — یاد کر لیتا ہوں ہر کرب و بلا سے پہلے۳۱

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی ریاض حسین چودھری کے اسلوب نعت نگاری کا امتیاز ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے تو ریاض حسین چودھری کا پورا وجود مصروف نعت گوئی نظر آتا ہے۔ اُن کا تخیل اور مشاہدہ ہر جلوہ رنگ و نور میں نبی اکرم ﷺ کے خد و خال کو تلاش کرتا ہے۔۳۲ اور اسی حقیقت کا اعتراف اور اظہار ہمیں ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے ہاں ریاض حسین چودھری کے حوالے سے ملتا ہے۔

''ریاض حسین چودھری کو شرف نعت گوئی منجانب اللہ ملا ہے۔ یہ عطیہ خداوندی اور توفیق الٰہی ہے۔ کسب و ریاضت سے کیا کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر شرف نعت گوئی نہیں یہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ سے والہانہ اور مجذوبانہ عشق کرنے والوں کو ملتا ہے اور یہ انہیں وافر مقدار میں میسر ہے اور اس دولتِ بیدار پر ریاض حسین چودھری جس قدر ناز کریں کم ہے۔''۳۳

ریاض حسین چودھری کو خود کو بھی اس نعمت غیر مترقبہ کا احساس اچھی طرح تھا جس کا اظہار وہ اپنے کلام میں جا بجا کرتے ہیں۔

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی — توصیف پیمبر ﷺ ہے توفیق خداوندی۳۴
فضائے نعت میں اُڑتے ہوئے نہیں تھکتا — مرا قلم بھی ہے جبرئیل کے پروں کی طرح

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی نعت نگاری کے میدان میں ریاض حسین چودھری کی انفرادی حیثیت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

''زبان و بیان کی نفاست، جذبے کا تقدس، خیال کی لطافت، متنوع مضامین، ممیّز اسلوب، پاسداری آداب مدح وثناء، عصری احوال ومسائل کی آئینہ داری اور سیرتِ طیبہ کی تبلیغ وابلاغ ان تلازمات کے حوالے سے اس عہد کے ایک اہم نعت گو ریاض حسین چودھری ہیں۔''۳۵

وہاں وہاں مری آنکھوں کے ہیں دیے روشن　　جہاں جہاں ترے قدموں کے ہیں نشاں آقا۳۶
یہ شہر پیمبر ہے لے سانس بھی آہستہ　　رحمت کی گھٹائیں ہیں انوار کا ہالہ ہے
نعتِ حضور ہی مری پہچان ہے ریاض　　نعت حضور ہی مرے لب پہ سدا رہے ۳۷

عصر حاضر میں نعت نگاری میں ریاض حسین چودھری کو کیا قدر ومنزلت اور مقام وعلوت نصیب ہے۔اس حوالے سے حفیظ تائب رقمطراز ہیں:

''جدید اُردو نعت کا کوئی مختصر سے مختصر تذکرہ بھی ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری کا بھرپور حوالہ دیئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔ان کا شمار عہد جدید کے صف اوّل کے نعت نگاروں میں ہوتا ہے۔ریاض نے نہ صرف جدید نعت میں افکار تازہ کی نمود کے کئی مقفل دروازوں کو کھولنے کا اعزاز حاصل کیا ہے بلکہ مضامین نعت کو شعور عصر کے ساتھ ہم آہنگ کرکے ایک ایسا اجتہادی کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے جو لمحہ موجود ہی میں نہیں دور آئندہ میں بھی تشکیک، ابہام کی گرد آلود فضا میں مینارہ نور ثابت ہوگا۔''۳۸

ریاض حسین چودھری کے کلام میں افکار کا تنوع پایا جاتا ہے۔زمانے کے مسائل کا کامل شعور رکھتے ہوئے بڑے جامع انداز اپنی بات کہہ دیتے ہیں:

فسادات کا آج محور ہے انساں　　تضادات کا سخت پتھر ہے انسان
روایات کا زرد منظر ہے انسان　　ضمیر آدمیت کا ہے پارہ پارہ ۳۹
منشور کائنات ہے خطبہ حضور کا　　ابر کرم کہاں نہیں برسا حضور کا ۴۰
سرکار کے عمل کا اُجالا تو اک طرف　　سرکار کے عمل کا خلاصہ بھی روشنی ۴۱

ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی، ریاض حسین چودھری کی نعت نگاری کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

''جن معاصر شعراء نے خاص نعت کے حوالے سے شناخت پیدا کی ہے ان میں جناب ریاض حسین چودھری کا نام ایک معتبر حیثیت رکھتا ہے۔ذوق نعت ان کے ضمیر میں رَچا ہوا ہے چنانچہ خود انہی کے الفاظ میں ''مجھے نہیں خبر کہ کب منصب نعت گوئی کا کوئی زائچہ ہاتھ پر رقم ہوا۔'' ریاض حسین چودھری کی نعت بنیادی طور پر اس والہانہ جذبے سے عبارت ہے جو ان کے لیے زاد

سفر اور وسلیۂ بخشش کی حیثیت رکھتا ہے اور انہیں حسان، کعب و جامی و بوصیری و رضا کے قبیلے سے مربوط کرتا ہے۔ تاہم اس جذبے میں عصری مسائل کے شعور اور آشوب ملت کے احساس کا وہ موثر امتزاج بھی شامل ہے جو انہیں آج کے ایوانِ نعت میں نمائندہ حیثیت عطا کرتا ہے۔''[۴۲]

ریاض حسین چودھری اسی مدحت نگاری کی تاریخ ارتقاء کا ذکر خود کرتے ہیں اور اس منصب نعت نگاری کو ایک عظیم نعمت سمجھتے ہیں اور اس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

مرا بچپن مری مدحت نگاری کا تسلسل ہے — میں کیوں عمر گذشتہ کو عمر رائیگاں لکھوں[۴۳]

یہ کرم ہے مگر میرے سرکار کا — مجھ خطاء کار کو، مجھ گنہ گار کو

مجھ سے ناکارہ مجہول انسان کو — اپنی مدحت نگاری کا منصب دیا[۴۴]

المختصر، ریاض حسین چودھری مرحوم کا نام نعت نگاری میں ایک شہرت ومقبولیت پا چکا ہے۔ ان کی شخصیت کو اس دور کے بڑے بڑے شعراء نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جن میں احمد ندیم قاسمی، حفیظ تائب، ریاض مجید، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر سلیم اختر، مظفر وارثی اور ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ نعت کے میدان میں ان کے متعدد شائع شدہ مجموعے بھی ان کی خدماتِ نعت کا منہ بولتے ثبوت ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ ریاض محمود، ڈاکٹر، اُردو میں نعت گوئی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، س ن)، ص:۱

۲۔ ایضاً، ص:۱

۳۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن، (بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ج۱)، ص:۶

۴۔ ابن اثیر، عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، (بیروت، لبنان: دار صادر، ج۵)، ص:۷۹

۵۔ محمد طاہر شیخ، مجمع بحار الانوار، ج۳، ص:۳۷۱

۶۔ ریاض مجید، اُردو میں نعت گوئی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اشاعت اوّل، ۱۹۹۰ء)، ص:۵

۷۔ نور الحسن، مولوی، نور اللغات، ج۴، ص:۶۸۱

۸۔ داؤدی، خلیل الرحمٰن، اُردو کی قدیم منظور داستانیں، ج۱، ص:۳۷۶

۹۔ بدخشانی، مرزا مقبول بیگ، اُردو نعت، ص:۴۳۷

۱۰۔ فضل حق، چودھری، آہنگِ حجاز، ص۷،ریاض مجید، اُردو میں نعت گوئی، ص:۹

۱۱۔ حسنی، یونس، ڈاکٹر، اختر شیرانی اور جدید اُردو ادب، ص:۲۵۲

۱۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو کی نعتیہ شاعری، ص:۲۱

۱۳۔ ممتاز حسن،خیر البشر،ص:۱۵

۱۴۔ صدیقی،ابواللیث،لکھنو کا دبستان شاعری،ص:۵۴۴

۱۵۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،اُردو کی نعتیہ شاعری،ص:۱۳

۱۶۔ ریاض حسین چودھری،زر معتبر،(لاہور:عمیر پبلی شرز،۱۹۹۰ء)،ص:۲۰

۱۷۔ زیرطبع ہے اس کے علاوہ پانچ مزید مسودات کی صورمیں منتظر طباعت ہیں۔

۱۸۔ ریاض حسین چودھری،زرِ معتبر،ص:۲۰

۱۹۔ ایضاً،ص:۱۶

۲۰۔ ریاض حسین چودھری،غزل کا سہ بکف،(لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت،س ن)،ص:۱۵۶

۲۱۔ ایضاً،ص:۱۶۵

۲۲۔ ایضاً،ص:۱۴۹

۲۳۔ ایضاً،ص:۱۰۹

۲۴۔ ایضاً،طلوع فجر،(لاہور:القمر انٹر پرائزر،س ن)،ص:۱۷۵

۲۵۔ ایضاً،کشکول آرزو،ص:۲

۲۶۔ ریاض حسین چودھری،غزل کا سہ بکف،ص:۲۱۴

۲۷۔ ایضاً،رزق ثناء،(لاہور:خزینہ علم وادب،س ن)،ص:۱۲۷۔۱۲۹

۲۸۔ ریاض حسین چودھری،غزل کا سہ بکف،ص:۲۱۴

۲۹۔ ایضاً،رزق ثناء،ص:۱۲

۳۰۔ ریاض حسین چودھری،غزل کا سہ بکف،ص:۲۱۴

۳۱۔ ایضاً،رزق ثناء،ص:۱۲۰۔۱۲۱

۳۲۔ ریاض حسین چودھری،غزل کا سہ بکف،ص:۲

۳۳۔ ایضاً،ص:۲

۳۴۔ ایضاً،ص:۱۴

۳۵۔ ایضاً،رزق ثناء،ص:۱۱

۳۶۔ ایضاً،ص:۲۲

۳۷۔ ایضاً،ص:۱۲۰

۳۸۔ ایضاً،ص:۲

۳۹۔ ایضاً، سلام علیک،ص:۸۱

۴۰۔ ریاض حسین چودھری، غزل کا سہ بکف، ص:۱۲۲
۴۱۔ ایضاً، ص:۱۳۲
۴۲۔ ایضاً، رزق ثناء، ص:۱۷۶
۴۳۔ ریاض حسین چودھری، غزل کا سہ بکف، ص:۱۹۸
۴۴۔ ایضاً، رزق ثناء، ص:۱۴۸

ماخذ:

۱۔ ابن اثیر، عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، بیروت، لبنان: دار صادر، ج ۵۔
۲۔ دارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن، بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ج ا۔
۳۔ ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، لاہور: خزینہ علم وادب، س ن۔
۴۔ ریاض حسین چودھری، طلوع فجر، لاہور: القمر انٹر پرائزز، س ن۔
۵۔ ریاض حسین چودھری، زرِ معتبر، لاہور: عمیر پبلی شرز، ۱۹۹۰ء۔
۶۔ ریاض حسین چودھری، غزل کا سہ بکف، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، س ن۔
۷۔ ریاض مجید، اُردو میں نعت گوئی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اشاعت اوّل، ۱۹۹۰ء۔
۸۔ ریاض محمود، ڈاکٹر، اُردو میں نعت گوئی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، س ن۔

☆☆☆